نام کتاب : اکلوتا فرزند ذبیح اسحٰق یا اسماعیل
مصنف : عبد الستار غوری، ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری
اردو ترجمہ : عثمان سبحان غوری، ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری
ناشر : المورد، ۱۵ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
اشاعت اول : مئی ۲۰۰۹ء
قیمت : ۳۳۰ روپے
صفحات : ۳۲۴
مبصر : حافظ مبشر حسین☆

زیر نظر کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے مابین موجود اس اہم اختلافی مسئلہ کی علمی تحقیق پر مبنی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کس بیٹے کو قربانی کے لیے پیش کیا تھا؛ حضرت اسحٰق کو یا حضرت اسماعیل کو۔ کتاب گیارہ ابواب اور چار ضمیمہ جات پر مشتمل ہے۔ پہلے چار ابواب زیر بحث مسئلہ سے براہ راست متعلق ہیں جبکہ باقی سات ابواب میں چند ضمنی مگر اہم مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے جو بالترتیب یہ ہیں:

مقام قربانی کا محل وقوع
یروشلم کے 'موریاہ' ہونے کا دعویٰ
موریاہ یا المروہ کا حقیقی محل وقوع
موریاہ کے حقیقی محل وقوع کے تعین کے سلسلے میں چند سوالات اور ان کے جوابات
مکہ اور عرب بطور مسکن نسل اسماعیل
'کتاب یسعیاہ' میں مکہ کے مقام پر قربانیاں پیش کرنے کا ذکر
'زبور' میں 'حج بکہ' کا ذکر

اس کے علاوہ چاروں ضمیمہ جات کے موضوعات یہ ہیں:

۱۔ 'بیر سبع' (سات کا کنواں یا زم زم)
۲۔ 'کتاب تواریخ' کی حیثیت
۳۔ 'ہیکل سلیمانی' کی مختصر تاریخ

☆ ریسرچ ایسوسی ایٹ/لیکچرر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

۴۔ 'یروشلم' کی مختصر تاریخ

کتاب ہٰذا اصلاً انگریزی زبان میں جناب عبدالستار غوری صاحب کے قلم سے لکھی گئی اور انگریزی ہی میں اس کی پہلی اشاعت ۲۰۰۴ء میں ہوئی۔ پھر اس کی دوسری اشاعت کچھ تبدیلیوں اور اضافوں کے ساتھ ۲۰۰۷ء میں ہوئی جس میں مصنف کے ساتھ ان کے بیٹے ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری کی معاونت بھی شامل تھی اور ۲۰۰۹ء میں اسی کا اردو ترجمہ، جو یہاں پیش نظر ہے، شائع کیا گیا لیکن اس ترجمے سے انگریزی اشاعت میں شامل ایک ضمیمہ (The Text of the Bible and Some Types of Corruption) نکال دیا گیا ہے اس لیے کہ جناب عبدالستار غوری صاحب کے بقول ''اس پر مزید تحقیق جاری ہے اور اسے ان شاء اللہ ایک مستقل اور مفصل کتاب کی صورت میں الگ سے شائع کیا جائے گا''۔ (دیکھیے: کتاب مذکور، ص۴)۔

زیر نظر کتاب میں مسلمانوں کے عام روایتی نقطہ نظر ہی کی بھرپور دلائل سے تائید کی گئی ہے کہ حضرت اسماعیل ہی قربانی کے لیے پیش کیے گئے تھے نہ کہ حضرت اسحٰق۔ اس سلسلہ میں کتاب کی سب سے بڑی علمی خوبی یہی ہے کہ اس موقف کی تائید کے لیے یہودی اور مسیحی علمی مآخذ کو بنیاد بنا کر ناقابل تردید نوعیت کے بیسیوں دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ظاہر ہے نہایت محنت شاقہ سے کام لیا گیا ہے اور کتاب کا ہر صفحہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس کتاب کے مخاطبین بالعموم یہود و نصاریٰ ہیں، لیکن قارئینِ کتاب کی فہرست میں اگر مسلمان بھی شامل ہیں تو پھر بعض مباحث میں کچھ تشنگی محسوس کی جائے گی، مثلاً:

(الف)۔ کتاب کے گیارہویں باب میں سمتھ کی لغت بائبل کے حوالے سے درج کیا گیا مندرجہ ذیل اقتباس کئی پہلوؤں سے قابل غور ہے:

> بدقسمتی سے داؤد علیہ السلام کی شہرت شاہِ طالوت کے ان [حضرت داؤد علیہ السلام] سے اس ناخوش گوار حسد کی بنیاد ثابت ہوئی جس نے داؤد علیہ السلام سے اس کے مستقبل کے تمام تعلقات میں زہر گھول دیا۔ مزید برآں شاہ طالوت کی جسمانی کمزوری اور بیماری بھی اس [حسد] کا باعث بنی۔ (......) وہ [حضرت داؤد علیہ السلام] ابھی تک وقتاً فوقتاً بادشاہ کے دربار کے شاہی موسیقار کے طور پر بھی خدمات بجا لاتے تھے، لیکن شاہ طالوت کی بار بار ان کی جان لینے کی کوششوں سے انہیں یقین ہو گیا کہ ان کی جان مسلسل خطرے میں ہے۔ (......) انہوں نے رات [کی تاریکی] میں راہ فرار اختیار کی،(......)۔

اگلے چند سال تک داؤد علیہ السلام کی زندگی مسلسل چونکا دینے والے حیرت انگیز واقعات سے عبارت تھی۔(......) شاہ طالوت جگہ جگہ تیتر کے شکاری کی طرح ان کی گھات میں تھا۔ (کتاب مذکور، ص ۱۷۰)

۱۔ اس اقتباس میں ایک تو حضرت داؤد علیہ السلام کو شاہی موسیقار کے طور پر پیش کرنا محل نظر ہے، مناسب تھا کہ اس سلسلہ میں کچھ توضیح کی جاتی۔

۲۔ اسی طرح یہاں شاہِ طالوت کی طرف سے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے جس حسد اور ارادۂ قتل کا ذکر کیا گیا ہے، وہ بھی صریح طور پر محل نظر ہے، کیونکہ قرآن مجید طالوت کو ایک نیک بادشاہ کے طور پر پیش کرتا ہے(دیکھیے: سورۃ البقرۃ: ۲۴۷تا۲۴۹) جبکہ مندرجہ بالا اقتباس سے قرآن مجید کے بیان پر حرف آتا ہے، بشرطیکہ یہ وہی طالوت ہیں، لیکن اس سلسلہ میں کوئی توضیح نہیں کی گئی۔

(ب) کتاب میں ذبیح کون کے مسئلہ کو زیر بحث لاتے ہوئے مسلم مآخذ بالخصوص احادیث کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے، اگر اس سلسلہ کی احادیث کو بھی خواہ کہیں ضمناً ہی سہی، زیر بحث لایا جاتا تو اس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوتا۔

(ج)۔ اسی طرح کتاب میں کیا گیا یہ دعویٰ کہ ''یہ بات درست نہیں ہے کہ ہاجرہ سارہ کی باندی یا کنیز تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک شہزادی تھیں اور اس مصری بادشاہ کی بیٹی تھیں، جس نے انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سارہ کی خدمت کے لیے پیش کیا تھا تاکہ وہ ایک پاکیزہ ماحول میں پرورش پائیں۔ یہاں بائبل کے مؤلفین نے انہیں جان بوجھ کر لونڈی یا باندی کے طور پر پیش کیا ہے''۔ (کتاب مذکور، ص۳۳)۔ مزید غور اور تحقیق کا متقاضی ہے۔ اس لیے کہ حدیث لٹریچر میں بھی اس واقعہ کو جس انداز میں پیش کیا گیا ہے اس سے ہاجرہ کے شہزادی ہونے کی بجائے باندی ہونے کے پہلو کو قدرے تقویت ملتی ہے، مثلاً جیسا کہ محدث بخاری کی روایت کے مطابق اس واقعہ کے درج ذیل الفاظ قابل غور ہیں:

ماارسلتم الی الا شیطانا ارجعوها الی ابراهیم واعطوها آجر، فرجعت الی ابراهیم فقالت اشعرت ان الله کبت الکافر واخدم ولیدة.

(بخاری' کتاب البیوع، باب شراء المملوک من الحربی و هبته و عتقه' ح۲۲۱۷۔ نیز دیکھیے: ح ۳۳۵۸)

(اس بادشاہ نے اپنے دربان کو بلوایا اور کہا کہ) تم میرے پاس کسی شیطان کو لائے ہو۔

جاؤ اسے ابراہیم کے پاس واپس لے جاؤ۔ اور آجر (ہاجرہ) کو تحفۃً ان (حضرت سارہ) کے سپرد کیا۔ حضرت سارہ واپس ابراہیم کے پاس لوٹیں تو کہنے لگیں، اللہ تعالیٰ نے کافر کے ارادے کو خاک میں ملا دیا اور یہ لڑکی خادمہ دلا دی۔

یہاں سیاق و سباق کی تائید کے علاوہ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ خود حضرت سارہ نے اس مصری بادشاہ کو کافر کہا ہے۔ اور بظاہر یہ بات مشکل ہے کہ ایک کافر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب قبول کیے بغیر ہی اپنی بیٹی کو تحفۃً ان کے سپرد کر دے اور وہ بھی بطور خادمہ کے؟!

کتاب یقیناً نہایت سنجیدہ اور عالمانہ انداز تحقیق پر مبنی ہے جس کے لیے مصنفین، مترجمین اور معاونین سبھی ہدیہ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں، البتہ بعض جگہ غالباً غیرشعوری طور پر قدرے طنز و استہزاء بھی در آیا ہے (مثلاً دیکھیے: کتاب مذکور، ص۴۰، ۴۱) جو اس کتاب کے نہ صرف علمی بلکہ دعوتی معیار پر بھی منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے، اس لیے آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح ناگزیر ہے۔

☆☆☆☆☆